

# از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 17 اکتوبر 1964

دیوی لال مودی، پراپر ایٹرنر، مسررز دلورام پنالال مودی

بنام

سیلز ٹیکس آفیسر، رتلام ودیگراں

(پی بی گیندر گڈ کر، چیف جسٹس، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ، رگھو بردیال اور جے آر  
مدھو لکر جسٹسز)

پریکٹس۔ تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول۔ رٹ پٹیشنز پر لاگو ہونا۔

درخواست گزار کا سیلز ٹیکس کا جائزہ لیا گیا تھا اور تشخیص کے حکم کو ہائی کورٹ میں  
ایک رٹ پٹیشن کے ذریعہ چیلنج کیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے درخواست خارج کرتے ہوئے  
سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ اپیل کی سماعت کے دوران اضافی اعتراضات اٹھائے  
جانے کی کوشش کی گئی۔ اپیل مسترد کر دی گئی اور اضافی اعتراضات اٹھانے کی اجازت  
نہیں دی گئی۔ اس کے بعد انہوں نے ہائی کورٹ میں ایک اور رٹ پٹیشن دائر کی جس میں  
ان اضافی اعتراضات کو اٹھایا گیا اور اسی سال کے لئے تشخیص کے حکم کو چیلنج کیا گیا۔ ہائی  
کورٹ نے قابلیت کی بنیاد پر درخواست خارج کر دی۔ سپریم کورٹ میں اپیل پر،

حکم ہوا کہ: اپیل کو خارج کیا جانا چاہئے کیونکہ ان حالات میں امر فیصل شدہ کا  
اصول لاگو ہوتا ہے۔ [692 E-F].

اگرچہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے سوالات سے نمٹنے والی عدالتوں کو انہیں  
برقرار رکھنے اور ان کے غیر آئینی مداخلت کو ختم کرنے کی مسلسل کوشش کرنی چاہئے،

لیکن رٹ درخواستوں سے نمٹنے میں عدلیہ کے اصول کو مکمل طور پر نظر انداز کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ عوامی پالیسی اور بنیادی نظریے پر غور کیا جائے کہ مجاز عدالتوں کے فیصلے حتمی اور پابند ہیں کیونکہ فریقین کے درمیان مناسب غور کیا جانا چاہئے۔ [691 C-E].

کول فیلڈز لمیٹڈ و دیگر بمقابلہ جنپاڑہ سبھا، چھندواڑہ، [1963] 172 S.C.R.Supp.1 کی وضاحت کی گئی ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 249، سال 1964۔

مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 29 اپریل 1963 کے فیصلے اور حکم سے متفرق پٹیشن نمبر 129، سال 1963 میں خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی گئی۔

درخواست گزار کی طرف سے یو ایم ترویدی، آر سی کوہٹہ، ایس سی ڈافریا، ایس ایس کھنڈو جا، ایس کے منچنڈا اور گنپت رائے شامل ہیں۔

جواب دہندگان کے لئے بی سین اور آئی این شروف۔

عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس گیندر گڈ کرنے سنایا۔

گیندر گڈ کر چیف جسٹس۔ یہ مختصر سوال جو یہ اپیل ہمارے فیصلے کے لئے اٹھاتی ہے وہ یہ ہے کہ کیا آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپیل کنندہ دیوی لال مودی کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کے خلاف تعمیری رد عمل کے اصول کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ درخواست گزار کو مدھیہ بھارت سیلز ٹیکس ایکٹ 1950 کے تحت سال 1957-58 کے لئے سیلز ٹیکس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ انہوں نے 25 اپریل 1961 کو مدھیہ پردیش ہائی کورٹ میں ان کے ذریعہ دائر ایک رٹ پٹیشن (نمبر 114/1961) کے ذریعہ تشخیص کے مذکورہ حکم کے جواز کو چیلنج کیا۔ ہائی کورٹ نے ان کی رٹ پٹیشن خارج کر دی اور خصوصی اجازت سے اپیل گزار ہائی کورٹ کے مذکورہ فیصلے کے خلاف اپیل میں اس عدالت میں آئے۔ 8 مارچ 1963ء کو اس عدالت نے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل گزار کی اپیل خارج کر دی۔

اس کے بعد درخواست گزار نے 23 اپریل 1963 (نمبر 129/1963) کو اسی ہائی کورٹ میں موجودہ رٹ پٹیشن دائر کی۔ اس رٹ پٹیشن کے ذریعہ اپیل کنندہ تشخیص کے اسی حکم کے جواز کو چیلنج کرتا ہے۔ ہائی کورٹ نے اس موقع پر اپیل کنندہ کی طرف سے پوچھے گئے اضافی بنیادوں کے قابلیت پر غور کیا ہے اور انہیں مسترد کر دیا ہے۔ نتیجتاً اپیل گزار کی جانب سے دائر کی گئی اس دوسری رٹ پٹیشن کو ہائی کورٹ نے 29 اپریل 1963 کو مسترد کر دیا ہے۔ اس فیصلے کے خلاف ہے کہ اپیل گزار خصوصی اجازت سے اس عدالت میں آیا ہے۔ اور اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا درخواست گزار کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ آرٹیکل 226 کے تحت لگاتار دو رٹ پٹیشنوں کے ذریعے تشخیص کے ایک ہی حکم کے جواز کو دوبار چیلنج کرے۔

ایسا لگتا ہے کہ مدھیہ بھارت سیلز ٹیکس ایکٹ، 1950، جس کے تحت اپیل کنندہ کے خلاف سال 1957-58 کے لیے سیلز ٹیکس ادا کرنے کا حکم منظور کیا گیا تھا، کو مدھیہ پردیش جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1958 کے ذریعے یکم اپریل 1959 کو منسوخ کر دیا گیا تھا، 31 دسمبر، 1960 کو اسسٹنٹ کمشنر آف سیلز ٹیکس نے اپیل گزار کو 1958 ایکٹ کے تحت نوٹس جاری کیا تھا۔ اس نوٹس میں کہا گیا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر اس بات سے مطمئن ہیں کہ 1957-58-4-1 سے 1958-58-3-31 کی مدت کے دوران اپیل کنندہ کی فروخت تشخیص سے بچ گئی تھی اور اس طرح اپیل کنندہ نے خود کو ایکٹ کی دفعہ 19(1) کے تحت دوبارہ جائزہ لینے کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ اس نوٹس کے مطابق، سال 1957-58 میں فروخت کے سلسلے میں اپیل کنندہ کے خلاف نئی تشخیصی کارروائی شروع کی گئی تھی۔ اور مذکورہ کارروائی کے نتیجے میں، 31 مارچ، 1961 کو ایک حکم جاری کیا گیا، جس میں درخواست گزار پر ایک سال کے لئے 31,250 روپے تک اضافی ٹیکس اور 15,000 روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا۔ یہ وہ حکم ہے جو دونوں رٹ پٹیشنوں کا موضوع بحث ہے۔

اپنی پہلی رٹ پٹیشن میں اپیل گزار نے کافی حد تک دو اعتراضات اٹھائے تھے۔ انہوں نے درخواست کی تھی کہ اگرچہ ایکٹ کی دفعہ 30 میں کمشنر کے فرائض تفویض

کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، لیکن درحقیقت کمشنر کی طرف سے مذکورہ اتھارٹی کی تعمیل میں جاری کردہ اپنے حکم کے ذریعہ، انہوں نے دفعہ 19 کے تحت اپنے اختیارات اسٹنٹ کمشنر کو تفویض کیے تھے، لیکن ان کے فرائض نہیں۔ لہذا مذکورہ وفد نے اسٹنٹ کمشنر کی جانب سے کی جانے والی کارروائی کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ مذکورہ حکم کے جواز کے خلاف اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھایا گیا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ یہ فروخت کے سلسلے میں تھا جس کا پہلا ایکٹ 1950 کے تحت جائزہ لیا گیا تھا اور بعد کے ایکٹ کے تحت اس کا دوبارہ جائزہ نہیں لیا جاسکتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ مذکورہ سابقہ تخمینہ بعد میں ایکٹ 1958 کی دفعہ 39(2) کے تحت کیے گئے ایک حکم کے ذریعہ منسوخ کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ دلیل دی گئی کہ منسوخی کا مذکورہ حکم خود ہی غیر قانونی تھا۔ ان دونوں دلیلوں کو اس عدالت نے مسترد کر دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اپیل کنندہ کی جانب سے ترجیح دی گئی اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا گیا۔

ایسا لگتا ہے کہ اس عدالت کے سامنے اپیل کی سماعت کے دوران اپیل کنندہ کی طرف سے مسٹر ترویدی نے دو اضافی نکات اٹھانے کی کوشش کی، لیکن انہیں اس بنیاد پر ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی گئی کہ ہائی کورٹ کے سامنے دائر رٹ پٹیشن میں ان کی وضاحت نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی پہلے مرحلے میں اٹھایا گیا تھا۔ مسٹر ترویدی کو مذکورہ نکات اٹھانے کی اجازت دینے سے انکار کرتے ہوئے اس عدالت نے اشارہ دیا کہ یہ نکات کیا ہیں۔ ان دو نکات میں سے پہلا یہ تھا کہ 1958 کے ایکٹ کے دفعہ 19(1) کے تحت صرف ان فروختوں کا از سر نو جائزہ لیا جاسکتا ہے جو اس ایکٹ کے تحت ٹیکس کے قابل ہیں اور مذکورہ حکم کے تحت ٹیکس میں لائی جانے والی فروخت چینی کی فروخت کے حوالے سے تھی، ایک ایسی چیز جس کی فروخت ایکٹ کے تحت چارج نہیں کی جاسکتی تھی۔ دوسرا نکتہ یہ تھا کہ سال 1950 کے ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت درخواست گزار کے خلاف جو جرمانہ عائد کیا گیا تھا وہ غیر قانونی تھا کیونکہ مذکورہ ایکٹ کو منسوخ کر دیا گیا تھا اور اس کے تحت جرمانہ عائد کرنے کا حق 1958 کے ایکٹ کی سیونگ دفعہ 52 کے ذریعہ محفوظ نہیں کیا گیا تھا۔ چونکہ اس عدالت نے مسٹر ترویدی کو ان دو اضافی بنیادوں کو

اٹھانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا، اس لئے فیصلے کے دوران یہ مشاہدہ کیا گیا کہ عدالت نے قابلیت پر ان کی اہلیت کے بارے میں کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔

موجودہ رٹ پٹیشن میں ان دونوں اعتراضات کو اٹھایا گیا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں، ہائی کورٹ نے قابلیت کی بنیاد پر ان کی جانچ کی ہے اور انہیں مسترد کر دیا ہے۔ اس طرح ہمارے فیصلے کے لئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا درخواست گزار کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ 1957-58 کے لئے اس پر سیلز ٹیکس اور جرمانہ عائد کرنے والے اسی حکم کی صداقت پر لگاتار دو رٹ پٹیشنوں کے ذریعے مداخلت کرے؟ دوسرے لفظوں میں، کیا اس طرح کی رٹ پٹیشنوں پر تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول لاگو ہوتا ہے یا نہیں؟

درخواست گزار کی طرف سے مسٹر ترویدی نے زور دے کر دلیل دی ہے کہ جہاں کوئی دیوانی آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اعلیٰ خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ہائی کورٹ سے ازالے کی درخواست کرتا ہے تو اس کے خلاف دوبارہ تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول کا استعمال کرنا نامناسب ہو گا۔ درخواست گزار کا موقف ہے کہ اسے سیلز ٹیکس اور جرمانے کی مد میں بڑی رقم ادا کرنے کا خطرہ لاحق ہے جب کہ مذکورہ ذمہ داری اس کی جانب سے قانونی طور پر ادا نہیں کی گئی ہے اور مذکورہ حکم قانون کے منافی ہے۔ یہ قانون کے برخلاف شہری کی جائیداد سے محرومی کا معاملہ ہے، اور ہائی کورٹ کو کسی ایسے شہری کو اجازت دینی چاہیے جو غیر قانونی حکم سے ناراض محسوس کرتا ہے، یہاں تک کہ دوسری رٹ پٹیشن کے ذریعے بھی اس حکم کے جواز کو چیلنج کرنے کی اجازت دی جائے، جیسا کہ اس نے موجودہ معاملے میں کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کو دیے گئے بنیادی حقوق ہمارے آئین کی ایک اہم خصوصیت ہیں اور آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹس ان بنیادی حقوق کا تحفظ کرنے کی پابند ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر کسی شہری کے بنیادی حقوق کی حمایت میں آرٹیکل 226 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کے استعمال کے لئے کوئی مقدمہ بنایا

جاتا ہے تو ہائی کورٹ اس دائرہ اختیار کو استعمال کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔ لیکن اس سوال کا جواب صرف شہریوں کے بنیادی حقوق کی اہمیت اور اہمیت کی روشنی میں نہیں دیا جاسکتا کہ آیا کسی شہری کو آرٹیکل 226 کے تحت لگاتار درخواستوں کے ذریعے اسی حکم کے جواز کو چیلنج کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ عدلیہ کے نظریے کے تحت تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول بالآخر عوامی پالیسی کے غور و فکر پر مبنی ہے۔ عوامی پالیسی کا ایک اہم خیال یہ ہے کہ مجاز دائرہ اختیار کی عدالتوں کے ذریعہ سنائے جانے والے فیصلے حتمی ہونے چاہئیں، جب تک کہ اپیلیٹ حکام کی طرف سے ان میں ترمیم یا تبدیلی نہ کی جائے۔ اور دوسرا اصول یہ ہے کہ کسی کو بھی ایک ہی قسم کے مقدمے کا سامنا دوبارہ نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس طرح کا عمل منصفانہ کھیل اور انصاف کے خیالات کے برعکس ہوگا، مثال کے طور پر: دریا و دیگر اہم مقابلہ ریاست یو پی و دیگر اہم (2)۔

مسٹر ترویدی کے حق میں یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ اپیل میں ان کے خلاف جو تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول پیش کیا گیا ہے وہ ایک لحاظ سے ضابطہ اخلاق دیوانی کے ذریعہ مقرر کردہ تکلیفی یا مصنوعی قاعدہ ہے۔ اس قاعدے میں کہا گیا ہے کہ اگر کسی فریق کی جانب سے اس کے اور اس کے مخالف کے درمیان کارروائی میں کوئی درخواست دائر کی جاسکتی ہے، تو اسے اس کے بعد کی کارروائی میں اسی فریق کے خلاف یہ درخواست لینے کی اجازت نہیں ہوگی جو اسی وجہ سے کی گئی ہے۔ لیکن بنیادی طور پر، یہ نظریہ بھی عوامی پالیسی کے اسی نقطہ نظر پر قائم ہے، کیونکہ اگر رٹ کی کارروائیوں میں امر فیصل شدہ کے اصول کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے، تو یہ پارٹی کے لئے کھلا ہوگا کہ وہ ایک کے بعد ایک کارروائی کرے اور ہر بار نئی بنیادوں پر زور دے۔ اور یہ واضح طور پر عوامی پالیسی کے خیالات سے مطابقت نہیں رکھتا ہے جس کا ہم نے ابھی حوالہ دیا ہے۔

مختلف سالوں کے لئے تشخیص کے احکامات کے سلسلے میں، پوزیشن مختلف ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر مذکورہ احکامات قانون کی انہی دفعات کے تحت پاس کیے جاتے ہیں، تو نظریاتی طور پر یہ پارٹی کے لئے کھلا ہو سکتا ہے کہ وہ یہ دلیل دے سکے کہ ذمہ داری سال بہ سال بار بار ہو رہی ہے، کارروائی کی وجہ ایک جیسی نہیں ہے۔ لہذا، اگر کسی

شہری کی ایک سال کے لیے جاری کردہ تشخیصی آرڈر کو چیلنج کرنے والی درخواست بھی مسترد کر دی جاتی ہے، تب بھی اس کے لیے اگلے سال کے لیے منظور کیے گئے اسی طرح کے تشخیصی آرڈر کو چیلنج کرنے کا راستہ کھل سکتا ہے۔ اس صورت میں، عدالت بالآخر وہی نقطہ نظر اختیار کر سکتی ہے جو پہلے موقع پر اپنایا گیا تھا۔ لیکن اگر کسی نئی بنیاد پر زور دیا جاتا ہے، تو عدالت کو اس پر قابلیت کی بنیاد پر غور کرنا پڑ سکتا ہے، کیونکہ، سختی سے، اس طرح کے معاملے پر تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول لاگو نہیں ہو سکتا ہے۔ درحقیقت یہ اس عدالت کے فیصلے کا اثر ہے جو اس نے دی الگمیٹڈ کول فیلڈز لمیٹڈ و دیگر بمقابلہ جنیٹھ سبھا، چھند واڑہ (1) میں کیا تھا۔ اس معاملے میں، اس عدالت کو اس سوال پر غور کرنے کا موقع ملا، جس میں اپیل کنندہ، دی الگمیٹڈ کول فیلڈز لمیٹڈ کی طرف سے مختلف مدتوں کے لئے لگائے گئے ٹیکس کو چیلنج کرنے والی کارروائی میں تعمیری امر فیصل شدہ کے اطلاق کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ ایک سال کے لئے اس کے خلاف لگائے گئے ٹیکس کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرنے کے لئے اس کی طرف سے پہلے دائر کی گئی عرضی کو اس عدالت نے انضمام شدہ کول فیلڈز لمیٹڈ اور دیگر بمقابلہ جنیٹھ سبھا، چھند واڑہ (2) میں خارج کر دیا تھا۔ جس وقت اس عدالت کے سامنے انضمام شدہ کول فیلڈز لمیٹڈ کی اپیل پر بحث کی گئی تو قانون کے کچھ نئے نکات اٹھانے کی کوشش کی گئی لیکن اس عدالت نے انہیں اس بنیاد پر اٹھانے کی اجازت نہیں دی کہ انہیں پہلے مرحلے میں اٹھایا جانا چاہیے تھا۔ جب اگلے ایک سال کے لئے مذکورہ کمپنی کے خلاف اسی طرح کا حکم جاری کیا گیا تھا، تو مذکورہ اضافی نکات اس نے ہائی کورٹ میں اپنی عرضی میں اٹھائے تھے۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ یہ کمپنی کے لئے کھلا نہیں ہے کہ وہ تعمیری رد عمل کی بنیاد پر ان نکات کو اٹھائے۔ اور اس نے کمپنی کو خصوصی اجازت کے ذریعہ اپیل میں اس عدالت میں لایا۔ اس عدالت نے کہا کہ ہائی کورٹ نے یہ کہنے میں غلطی کی تھی کہ تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول کمپنی کو مذکورہ نکات اٹھانے سے روکتا ہے۔ اس کے مطابق مذکورہ نکات کی خوبیوں پر غور کیا گیا اور درحقیقت مذکورہ نکات کو برقرار رکھا گیا۔ تعمیری امر فیصل شدہ کے اصول کے سوال سے نمٹتے ہوئے اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول ضابطہ اخلاق کی دفعہ 11 کے تحت نافذ کی گئی ایک مصنوعی قسم ہے اور اس کا اطلاق عام طور پر آرٹیکل

32 یا آر ٹیکل 226 کے تحت دائر رٹ درخواستوں پر نہیں ہونا چاہئے۔ اسی سلسلے میں اس عدالت نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ عدالت کے سامنے اپیل ایک دوسرے سال کے لیے لگائے گئے جائزے سے متعلق تھی، اور اس کی وجہ سے تعمیری امر فیصل شدہ کے اصول کا اطلاق ہی ممکن نہیں تھا۔ مسٹر ترویدی کا کہنا ہے کہ رٹ پٹیشنوں سے نمٹتے وقت ان معاملوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جانا چاہئے جہاں جائزے کا حکم ایک ہی سال یا مختلف سالوں کے سلسلے میں ہے۔ اور اس دلیل کی حمایت میں انہوں نے اس عدالت کی جانب سے دی الگمیڈ کول فیلڈز لمیٹڈ کیس میں کئے گئے عمومی مشاہدات پر بھروسہ کیا۔ ہماری رائے میں مذکورہ عمومی مشاہدات کو اس اہم حقیقت کی روشنی میں پڑھا جانا چاہیے کہ دوسری رٹ پٹیشن میں جس حکم کو چیلنج کیا گیا تھا وہ ایک مختلف مدت کے حوالے سے تھا نہ کہ اسی مدت کے لیے جس کا احاطہ پچھلی پٹیشن میں کیا گیا تھا۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں، اگرچہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے سوالات سے نمٹنے والی عدالتوں کو مسلسل مذکورہ حقوق کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ان کے غیر آئینی مداخلت کو ختم کرنا چاہئے، لیکن شہریوں کی طرف سے ان کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کا الزام لگانے والی رٹ درخواستوں سے نمٹنے میں دوبارہ تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول کو مکمل طور پر نظر انداز کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ اس طرح کے معاملات میں عوامی پالیسی کے خیالات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، اور اس بنیادی نظریہ پر غور کیا جانا چاہئے کہ اس عدالت کے ذریعہ سنائے گئے فیصلے لازمی ہیں اور ان کے زیر احاطہ معاملات کے سلسلے میں فریقین کے مابین حتمی سمجھا جانا چاہئے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے اس کے سامنے پیش کی گئی سابقہ اپیل میں اس عدالت کے فیصلے کا نتیجہ واضح اور غیر مبہم ہے، اور وہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ اس حکم کے جواز کو چیلنج کرنے میں ناکام رہا تھا جو اسسٹنٹ کمشنر نے اس کے خلاف جاری کیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں، اس عدالت کے سابقہ فیصلے کا اثر یہ ہے کہ اپیل کنندہ اس حکم کے ذریعہ اس پر عائد ٹیکس اور جرمانے کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کہنا غیر معقول ہوگا کہ اس عدالت کے ذریعے یہ فیصلہ سنائے جانے کے بعد بھی اپیل کنندہ کے لیے مدھیہ پردیش



ہائی کورٹ کے سامنے رٹ پٹیشن دائر کرنے اور یہ درخواست کرنے کے لیے کھلا ہونا چاہیے کہ مذکورہ حکم کچھ اضافی وجوہات کی بنا پر غیر قانونی ہے۔ اگر مدھیہ پردیش ہائی کورٹ نے ان دلیلوں کو برقرار رکھا ہوتا اور اپنے فیصلے کو نافذ کیا ہوتا، تو اس کا حکم واضح طور پر اس عدالت کے پہلے کے فیصلے سے مطابقت نہیں رکھتا، اور یہ اس عدالت کے فیصلوں کے ساتھ منسلک ہونے والی حتمی حیثیت سے مطابقت نہیں رکھتا جیسا کہ مذکورہ فیصلے میں براہ راست شامل موضوع کے سلسلے میں اس کے سامنے موجود فریقوں کے درمیان ہونا چاہئے۔ عوامی پالیسی اور فیصلوں کو حتمی شکل دینے کا اصول قانون کی حکمرانی کے اہم اجزاء ہیں اور ان کی خلاف ورزی کی اجازت صرف اس لئے نہیں دی جاسکتی کیونکہ ایک شہری کا استدلال ہے کہ اس کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ایک متنازعہ حکم کے ذریعہ کی گئی ہے اور وہ ایک کے بعد ایک رٹ پٹیشن دائر کر کے اس کے جواز کے بارے میں سوال اٹھانے کی آزادی چاہتا ہے۔

موجودہ کارروائی اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ کس طرح ایک شہری جسے ٹیکس ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ قانونی کارروائی کو غیر معینہ مدت تک طول دے کر ٹیکس کی ادائیگی کو ملتوی کر سکتا ہے۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ موجودہ معاملے میں اپیل گزار نے اضافی نکات اٹھانے کی کوشش کی جب وہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت کے سامنے اپنی اپیل لے کر آیا۔ یعنی انہوں نے رٹ پٹیشن میں تمام نکات نہیں لیے اور اپیل میں نئے نکات لینے کا سوچا۔ جب اس عدالت نے انہیں اپیل میں ان نکات کو لینے کے لئے اجازت دینے سے انکار کر دیا تو انہوں نے ہائی کورٹ میں ایک نئی درخواست دائر کی اور ان نکات کو لیا اور یہ پایا کہ ہائی کورٹ نے ان نکات کی قابلیت پر ان کے خلاف فیصلہ کیا ہے، وہ اس عدالت میں آئے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ نہیں ہے۔ اس اپیل کی سماعت کے دوران انہوں نے ایک اور درخواست دائر کی ہے جس میں اس عدالت سے کچھ اضافی نکات لینے کی اجازت مانگی گئی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر اس طرح کی کارروائیوں پر تعمیری امر فیصل شدہ کے اصول کا اطلاق نہیں ہوتا ہے تو کوئی فریق جتنی چاہے رٹ پٹیشن دائر کر سکتا ہے اور ہر بار ایک یا دو پوائنٹس لے سکتا ہے۔ یہ واضح طور پر

عوامی پالیسی کے ان خیالات کے خلاف ہے جن پر تعمیری امر فیصل شدہ کا اصول ہے اور اس کا مطلب مخالف کو ہر اسماں کرنا اور مشکلات کا سامنا کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ، اگر اس طرح کے کورس کو اختیار کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، تو اس عدالت کے ذریعہ سنائے گئے فیصلوں کو حتمی شکل دینے کا نظریہ بھی مادی طور پر متاثر ہو گا۔ لہذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ موجودہ معاملے میں اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کی گئی دوسری رٹ پٹیشن کو تعمیری فیصلے کے ذریعے روک دیا گیا ہے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور خارج کر دی جاتی ہے۔ تاہم، اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہو گا۔

**اپیل خارج کر دی گئی۔**